اور انگلینڈ عالمی چیمپین بن ہی گیا

تحریر: سہیل احمد لون

اور انگلینڈ نے عالمی کپ جیت ہی لیا۔ کرکٹ کے موجد کو یہ اعزاز حاصل کرنے کے لیے چوالیس برس لگ گئے گزشتہ ہفتہ ہوم آف کرکٹ کے ہوم کراؤڈ اور ہوم گراؤنڈ یعنی لارڈز کے تاریخی گراؤنڈ میں انگلش ٹیم نے کرکٹ کی حکمرانی کا تاج اپنے سر سجا ہی لیا۔ 1975ء میں ایک روزہ بین الاقوامی کرکٹ میچوں کا عالمی کپ کروانے کا آغاز انگلستان سے کیا گیا تھا جسکا فائنل لارڈز کے میدان میں آسٹریلیا اور ویسٹ انڈیز کے درمیان ہوا جو کالی آندھی اڑا کر لے گئی۔ 1979ء میں انگلستان ایک مرتبہ پھر عالمی کپ کا میزبان بنا اور اس مرتبہ اسے فائنل تک رسائی حاصل تو ہوئی مگر فائنل میں اسے کلائیو لائیڈ کی مضبوط ٹیم نے آسانی سے 92 رنز سے ہرا کر دوسری مرتبہ کرکٹ پر اپنی حکمرانی برقرار رکھتے ہوئے لگاتار عالمی کپ اپنے نام کرلیا۔ 1983ء کا کرکٹ ورلڈ کپ بھی انگلستان میں کھیلا گیا جس میں انگلینڈ کی ٹیم سیمی فائنل میں بھارت کی ٹیم سے مات کھا گئی۔ بھارت نے لارڈز میں کھیلے جانے والے فائنل میں ویسٹ انڈیز کو سرپرائز شکست دیکر عالمی کپ جیتنے کی ہیٹ ٹرک کرنے کے خواب کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا۔ 1987ء کا عالمی کپ پہلی مرتبہ انگلستان کی سرزمین سے باہر کروانے کا تجربہ کیا گیا۔ پاکستان اور بھارت نے مشترکہ طور پر یہ عالمی کپ آرگنائز کیا جس میں انگلینڈ مائیک گیٹنگ کی قیادت میں آسانی مارچ کرتا ہوا فائنل تک پہنچ گیا۔ کلکتہ کے ایڈن گارڈن میں کھیلا جانے والا یہ فائنل انگلینڈ جیتنے کے قریب تھا مگر کپتان مائیک گیٹنگ کی تاریخی ریورس سویپ نے میچ آٹھ رنز سے ہروا دیا۔ اس کے بعد ٹیم انگلینڈ 1992ء میں ایک نئے جذبے اور بھرپور تیاری کیساتھ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں منعقد ہونے والے عالمی کپ میں شریک ہوئی جس میں انگلینڈ کی ٹیم ایک مرتبہ پھر فائنل میں پہنچ گئی جہاں اسکا ٹاکرا عمران خان کی قیادت میں کھیلنے والے زخمی شیروں سے ہوگیا۔ انگلینڈ حسب روایت پھر فائنل ہار گیا۔ اس طرح پہلے پانچ عالمی کپس میں انگلینڈ نے تین عالمی کپ کی میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے اور تین مرتبہ فائنل ہارنے کا ریکارڈ بھی اپنے نام کیا۔ 1992ء کے بعد انگلینڈ کی ٹیم عالمی کپ کے مقابلوں میں مسلسل زوال کا شکار رہی 1996,1999,2003,2007,2011 اور 2015ء کے عالمی کپ کے مقابلوں میں آسٹریلیا اور ایشائی ٹیموں کے علاوہ ایک مرتبہ نیوزی لینڈ کی ٹیم فائنل کھیلی۔ 2015ء کے عالمی کپ میں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے مابین فائنل کھیلا گیا جو آسٹریلیا جیت گیا۔ اس عالمی کپ میں انگلینڈ کی ٹیم گروپ سٹیج میں ہی باہر ہوگئی تھی۔ جس کے بعد ٹیم میں بہت تبدیلیاں کیں گئیں۔ کپتان تبدیل کیا گیا، جس کے بعد ٹیم کے کھیل اور مورال میں بتدریج بہتری آتی گئی۔ گزشتہ تین برسوں سے انگلینڈ کی ٹیم نے بہت سی فتوحات اپنے نام کیں۔ ایک روزہ بین الاقوامی میچوں کی رینکنگ میں پہلے نمبر پر آ گئے اور 2019ء کا عالمی کرکٹ کپ شروع ہوا تو انگلینڈ کی ٹیم رینکنگ کے اعتبار سے ورلڈ نمبر ون تھی اور ایک عرصہ دراز بعد ٹورنامنٹ جیتنے کے لیے ہاٹ فیورٹ قرار دی جا رہی تھی۔ جس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انکو ہوم گراؤنڈ اور ہوم کراؤڈ کا ایڈوانٹیج حاصل تھا بلکہ ان کی تسلسل کے ساتھ شاندار کارکردگی تھی۔ گزشتہ تین برسوں میں انگلینڈ نے تین سو سے زائد سب ٹیموں سے زائد مرتبہ بنائے اور ویسٹ انڈیز کے دورے کے دوران

360 رنز کا حدف بھی آسانی سے عبور کیا اور اسکے بعد ویسٹ انڈیز کو 418 رنز کا ٹارگٹ بھی دیا۔ ٹیم انگلینڈ میں سر آئن بوتھم جیسا میچ ونر اور میچ میکر آل راؤنڈر بین سٹوکس موجود تھا۔ جدید طرز کی کرکٹ یعنی 100 فیصد سے زائد سٹرائک ریٹ سے کھیلنے والے بلے باز آئن مورگن، جوس بٹلر، جیسن رائے اور جانی بیئرسٹو ٹیم کا حصہ تھے اور عادل رشید اور معین علی جیسے رسٹ سپنرز بھی مخالف ٹیموں کو مڈل اوورز میں تنگ کرنے کے لیے موجود تھے۔ اس کے ساتھ سپیڈ سٹارز کی جوڑی مارک ووڈ اور جوفرا آرچر کے ساتھ سیم اور سوئنگ کے ماسٹرز کرس ووکس اور پلنکٹ بھی آرسنل میں شامل تھے۔ انگلینڈ کی مضبوط ٹیم کے لیے یہ عالمی کپ Now and Never کے فارمولے پر تھا۔ 22 مارچ 2019ء کو دی نیشن لندن میں شائع ہونے والے میرے آرٹیکل کے مطابق انگلینڈ اور نیوزی لینڈ کو فائنل کھیلنے کا سب سے مضبوط امیدوار قرار دیا تھا۔ مگر اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ فائنل اتنا سنسنی خیز ہوگا کہ عالمی کرکٹ کی تاریخ میں ایسا اعصاب شکن فائنل میچ کبھی دیکھنے کو نہ ملا تھا۔ ویسے انگلینڈ کے ساتھ ایسا پہلی مرتبہ نہیں ہوا بیچارے گورے جب بھی کوئی بڑا ٹائٹل جیتتے ہیں اسی طرح سنسنی خیز مقابلے کے بعد جیتتے ہیں۔ 1966ء میں آٹھویں فیفا ورلڈ کپ میں Wembley سٹیڈیم میں مغربی جرمنی کیساتھ فٹبال کا فائنل کھیلا تو مقابلہ 2-2 گول سے برابر ہوگیا جس میں Geoff Hurst نے فٹبال کے عالمی کپ میں پہلی اور اب تک کی اکلوتی ہیٹ ٹرک کی تھی۔ ایکسٹرا ٹائم میں ہونے والے انکے ایک گول کو controvertsial گول کے نام سے یاد رکھا جاتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ریفری نے گول انگلینڈ کے حق میں دیا حالانکہ گیند نے پوری طرح گول لائن عبور نہیں کی تھی بہر حال انگلینڈ نے وہ میچ 4-2 سے جیتا۔ اسی طرح آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ میں منعقد ہونے والے پانچویں Rugby کے عالمی کپ میں انگلینڈ فائنل میں پہنچ گیا جہاں اس کا مقابلہ سڈنی میں آسٹریلیا سے ہوا۔ مقررہ وقت تک دونوں ٹیموں کا سکور 14-14 برابر تھا۔ فٹبال اور کرکٹ کے عالمی کپ کی طرح یہاں بھی بات اضافی وقت تک جا پہنچی اور بالآخر سنسنی خیز مقابلے کے بعد انگلینڈ نے عالمی کپ 20-17 سے جیت لیا۔ فٹبال، رگبی اور کرکٹ کے عالمی کپ جیتنے میں انگلینڈ کے لیے چند چیزیں مشترک ہیں۔ یہ تینوں کپ ایک مرتبہ ہی جیتے گئے، تینوں کپ اضافی وقت میں جیتے گئے، تینوں مرتبہ قسمت نے انگلینڈ کا ساتھ دیا۔ مگر کرکٹ کے عالمی کپ میں انگلینڈ پر قسمت کی دیوی اور آئی سی سی کے قوانین کچھ زیادہ ہی مہربان تھے۔ 1992ء کے سیمی فائنل میں بھی انگلینڈ کو آئی سی سی کے ڈک ورتھ لوئس سسٹم کا فائدہ پہنچا تھا اور ساؤتھ افریقہ کو تیرہ گیندوں پر اکیس رنز کرنے تھے تو چند منٹ کی بارش کی وجہ سے کھیل روک دیا گیا پھر دوبارہ کھیل کا آغاز کیا گیا تو جنوبی افریقہ کو ایک گیند پر ناممکن بائیس رنز بنانے کا ٹارگٹ دیا گیا۔ اسی طرح حالیہ عالمی کپ میں پاکستان آئی سی سی کے بنائے ہوئے رن ریٹ کی بھینٹ چڑھ گیا اور نیوزی لینڈ کو بہتر اوسط کی بنا پر سیمی فائنل میں جگہ مل گئی حالانکہ گروپ سٹیج میں پاکستان نے نیوزی لینڈ کو ہرایا تھا اور ٹورنامنٹ میں نیوزی لینڈ سے زیادہ ٹوٹل سکور بھی کیا تھا مگر ایک میچ کی خراب کارکردگی پاکستان کو سیمی فائنل سے باہر کرنے کا سبب بنی۔ پاکستان کے ساتھ پوائنٹس برابر ہونے کے بعد آئی سی سی کے کالے قانون کے تحت نیوزی لینڈ کی ٹیم کو آگے آنے کا موقع ملا مگر اسی آئی سی سی کے قوانین نے کیویز کے فائنل میں ایسے پر کاٹے کے بیچارے اڑنے کا قابل نہ رہے۔ فائنل میں سکور برابر ہونے کے بعد سپر اوور میں بھی سکور برابر تھا تو فیصلہ زیادہ باؤنڈری لگانے والے کے حق میں کیا گیا حالانکہ یہی ٹرافی دونوں ٹیموں کو یکساں فاتح قرار دیکر بھی دی جا سکتی تھی۔ کرکٹ فٹبال

کے بعد شائقین کے اعتبار سے دوسرا بڑا مقبول کھیل ہے جسے آئی سی سی اب T10 فارمیٹ میں اولمپکس میں شامل کرنے کا پروگرام بنا رہی ہے جس میں چین سمیت کئی دیگر ممالک بھی شامل ہونگے۔ چین کے کرکٹ میں شامل ہونے کا مطلب ہے کہ شائقین کرکٹ کی تعداد میں بہت اضافہ دیکھنے کو ملے گا۔ کرکٹ کے فروغ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے قوانین کے گورکھ دھندے سے بہت پیچیدہ نہ بنایا جائے۔ خصوصاً ڈک ورتھ لوئس سسٹم جیسے کالے قوانین سمیت دیگر قوانین پر نظر ثانی اور ترمیم کی ضرورت ہے۔ ڈک ورتھ لوئس سسٹم پر ریٹ وغیرہ حساب لگانا اتنا پیچیدہ ہے کہ انگلینڈ میں جی سی ایس میں ریاضی کے نصاب میں اس کے سوالات بھی شامل ہوتے ہیں۔ اگر آئی سی سی کے زیادہ باؤنڈری لگانے والے قانون کی بجائے میچ کے نتیجے کو دیکھتے ہوئے جو برابری کی صورت میں اختتام پزیر ہوا تھا تو دونوں ٹیموں کو فاتح قرار دینے میں بھی کوئی ہرج نہیں تھا اس صورت میں بھی کپ تو ملکہ کے پاس ہی رہنا تھا۔ شائقین کرکٹ اتنا سنسنی خیز مقابلہ دیکھنے کے بعد آئی سی سی کے ایک قانون کی وجہ سے اتنا اچھا کھیلنے والی ٹیم کیساتھ ناانصافی ہوتا دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ ویسے جیت تو جیت ہوتی ہے چاہے آئی سی سی کے کسی کالے قانون کی وجہ سے ہی کیوں نا ہو۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

19-07-2019